سید جمیل احمد رضوی

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ذخیرۂ مخطوطات

تاریخی و تعارفی جائزہ

اگر کتب خانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت قدیم ہے آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ایسے تحریری آثار ملے ہیں جن کو انسانی نسل اپنی دستاویزات کو محفوظ کرنے کے لیے استعمال کرتی تھی، ان میں مٹی کی الواح (Clay Tablets) اور کتبے شامل ہیں۔ بعد میں دوسرے مواد کو بھی تحریر کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ اس میں کھجور کے پتے اور چمڑا معروف ہیں۔ انسان اپنے علمی، تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو کسی قسم کے مواد پر لکھ کر محفوظ کر لیتے تاکہ آئندہ نسلیں ان سے مستفید ہو سکیں۔ کاغذ کی ایجاد نے اس میں آسانی پیدا کر دی اور طباعتی پریس نے اس تحریک کی پیش رفت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مطبوعات کا دائرہ وسعت پھیلتا چلا گیا یہاں تک کہ عصر حاضر میں طباعت کے لیے نہایت جدید ٹیکنالوجی مثلاً کمپیوٹر کا استعمال ہونے لگا، اس سے معیار بھی بلند ہو گیا اور وقت میں بھی حیرت انگیز حد تک بچت ہونے لگی۔ یہ ارتقائی مراحل اس معاشرتی پس منظر کی عکاسی کرتے ہیں جو مختلف ادوار میں انسانی سماج کی ترقی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کتب خانہ ایک معاشرتی ادارہ ہے جو سماجی ضرورت کے تحت وجود میں آیا اور اس کے فرائض میں تبدیلی بھی سماجی ضروریات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ آتی رہی۔ لائبریرین شپ (Librarianship) کے نظریے میں کتاب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ جدید دور کے معروف ماہر تعلیم اور علم کتب خانہ کے عالم ڈاکٹر شیرا (Dr. Shera) نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"مطبوعہ کتاب مدت سے خیالات کے ابلاغ کا ایک ذریعہ رہی ہے۔ ماہر معنویات

(semantacists) کے الفاظ میں کتاب وقت کو ملانے والی ہے۔ یہ نہ صرف مکانی فاصلہ طے کرتی ہے بلکہ زمانی بھی۔ جب آپ اس پر غور و فکر کرتے ہیں تو یہ نہایت اہم ایجاد نظر آتی ہے۔۔۔ ہم ایک کتاب کو اٹھاتے ہیں اور جو کچھ کسی نے کہا ہے اس کو معلوم کر سکتے ہیں ۔ کہنے والے کو ہم نے دیکھا نہیں، وہ ہماری پیدائش سے کئی صدیاں پہلے مر چکا، تاہم صوتیاتی تحریر (Phonetic writing) کے اعجاز سے ہم اس کی کہی ہوئی باتوں کی نقل اتار سکتے ہیں۔ ؎

ہمارے نظام تعلیم میں کتاب کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ کتابوں کو کتب خانوں میں جمع کیا جاتا ہے اور ترتیب و تنظیم سے رکھا جاتا ہے تاکہ ان کا استعمال آسانی سے کیا جاسکے ۔ تعلیمی اداروں کا تصوّر کتب خانوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سطح پر تعلیمی اداروں کے ساتھ کتب خانے قائم کیے جاتے ہیں۔ جامعہ پنجاب کو اکتوبر ۱۸۸۲ء میں یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ۔ اس سے پہلے پنجاب یونیورسٹی کالج کا قیام ظہور میں آچکا تھا، اس کی اپنی لائبریری تھی جو بعد میں مرکزی کتب خانے کے ذخیرے کی بنیاد بنی۔

جامعہ پنجاب کی لائبریری پاکستان کا سب سے بڑا کتب خانہ ہے، اس میں مطبوعات کی تعداد تقریباً تین لاکھ اور چودہ ہزار مجلدات ہے اور مخطوطات کی جلدیں تقریباً ۱۸،۶،۱۷ ہیں ۔ بعض جلدوں میں ایک سے زیادہ نسخے مجلد ہیں۔ اس اعتبار سے قلمی کتابوں کی تعداد بیس ہزار سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ اس طرح یہ ذخیرۂ مخطوطات پاکستان کا سب سے بڑا مخزن ہے۔ اس میں عربی، فارسی اُردو، سندھی، پشتو، ترکی، ہندی اور سنسکرت میں کتابیں شامل ہیں۔ اس ذخیرے کی بنیاد ۱۳ جولائی ۱۹۲۰ء کو رکھی گئی۔ بعد میں یونیورسٹی کے مختلف ارتقائی مراحل میں یہ کتب خانہ بھی ترقی کی جانب سفر کرتا رہا۔ اس کی جمع آوری میں کئی شخصیات نے سرگرمی سے حصّہ لیا۔ اس کی تفصیل بعد میں آئے گی ۔ خطی آثار کی جمع آوری کے لیے یونیورسٹی نے کئی مواقع پر خطیر رقم کا انتظام کیا جس کے نتیجے میں کئی اہم

؎ جے۔ ایچ شیرا، لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں، ترجمہ و تلخیص از سید جمیل احمد رضوی ۔ (لاہور: پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن، پنجاب کونسل، ۱۹۸۰ء)، ص ۔ ۱۶

قلمی ذخائر کو خریدا جا سکا۔ وطن عزیز کی قدیم ترین یونیورسٹی ہونے کی وجہ سے اس کا کتب خانہ بھی سب سے بڑا ہے۔ اس کتب خانے کی اہمیت ان ذاتی ذخائر کی بنا پر ہے جو مختلف اوقات میں بطور عطیہ وصول ہوئے یا خریدے گئے۔ اس طرح مشرق و مغرب کے محققین کے لیے یہ کتب خانہ نہ صرف توجہ اور کشش کا باعث بن گیا، بلکہ وطن عزیز میں اسلامی تہذیب و ثقافت اور علوم و فنون کے تحریری آثار کا یہ سب سے بڑا مرکز بھی ہے۔ اب مختصر طور پر اس کے ارتقا کا تاریخی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ذخیرۂ مخطوطات کا ارتقا:

اس ذخیرے کے ارتقا کا جائزہ لینے کے لیے کتب خانے کی تاریخ پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ پہلے پنجاب یونیورسٹی کالج کے قیام کا ذکر ہو چکا ہے۔ ۱۸۷۳ء میں پنجاب یونیورسٹی کالج نے سر ڈانلڈ میکلوڈ کا کتب خانہ ڈھائی ہزار روپے میں خریدا تھا۔ اس میں تقریباً دو ہزار قیمتی کتب تھیں۔ کتابوں کو لاہور منتقل کرنے کے سات سو روپے حکومت نے ادا کیے۔ یہ پنجاب یونیورسٹی کا پہلا ذخیرہ کتب تھا جس پر ایک عرصے بعد ایک بڑے کتب خانے (یونیورسٹی لائبریری) کی بنیاد رکھی گئی۔[۵۲]

بعد میں کتب خانے کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ جامعہ پنجاب نے ۱۹۰۵ء سے ۱۹۳۲ء کے دور میں نہایت تیزی کے ساتھ ارتقائی منازل طے کیں۔ یہ ڈاکٹر اے۔ سی۔ وولنر Woolner (۱۸۷۸ء - ۱۹۳۶ء) کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وہ دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ اعزازی لائبریرین کے فرائض بھی چھبیس سال (۱۹۰۲ء تا ۱۹۲۸ء) تک سرانجام دیتے رہے۔[۵۳] جب تیس سال بعد پروفیسر وولنر اورینٹل کالج کے پرنسپل اور یونیورسٹی کے رجسٹرار بنے تو اس وقت (لائبریری کا) یہ مجموعہ بے توجہی کا شکار ہو کر صرف دو الماریوں میں محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ صرف اورنٹیل کالج لائبریری جو الگ طور پر بنائی گئی تھی، تسلی بخش حالت میں تھی۔ اگلے تیس سال کے دوران پروفیسر وولنر کی مسلسل اور بھرپور توجہ سے یونیورسٹی لائبریری

---

۵۲ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب (لاہور: جامعہ پنجاب، ۱۹۸۲ء)، ص - ۲۷

۵۳ Lamukhan, "Principal Woolner's Dream on the Phenomenal Growth of the Punjab University Library," The Modern Librarian, 4, January 1934, 41-52

کی تعمیر و ترقی کے مراحل طے ہوئے ۔[۵۴]

انڈین یونیورسٹیز ایکٹ ۱۹۰۴ء کی دفعہ ۳ میں یونیورسٹیوں میں لائبریریاں، لیبارٹریاں اور میوزیم بنانے اور انھیں توسیع و ترقی دینے کی جو مہم چلی، اس نے لائبریری کے نئے دور کے آغاز کے لیے محرک کا کام دیا۔ اگلے دو سال کے دوران میں سنڈیکیٹ نے لائبریری کی توسیع کے لیے معمول کی مختصر سالانہ متوالی گرانٹ کے علاوہ حکومت ہند سے تیس ہزار روپے کی خاص ابتدائی گرانٹ کی جو اسے مل گئی۔ کتابوں کی خرید اور ان کی حفاظت کے ضروری ساز و سامان پر ستمبر ۱۹۰۹ء تک چھتیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ کتب خانہ کے لیے ایک خاص انداز کی عمارت بھی ازبس ضروری تھی، چنانچہ ۱۹۱۰ء میں اس مقصد کی خاطر سنڈیکیٹ نے سینٹ ہال کے قریب ایک قطعۂ زمین حاصل کیا۔ لائبریری کی عمارت کا نقشہ بھائی رام سنگھ پرنسپل میو سکول آف آرٹس نے تیار کیا۔ یونیورسٹی ہال اور خالصہ کالج امرتسر کے ڈیزائن بھی انھوں نے بنائے تھے۔ یہ ساری دلکش عمارت شمال مغربی ہند کے پروقار روایتی اندازِ تعمیر کی عکاس تھی۔ لائبریری کی عمارت کا سنگِ بنیاد، ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو چانسلر سر لوئس ڈین نے رکھا۔ تعمیر کا کام بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور لائبریری کے پہلے حصے کا رسمی افتتاح اسی چانسلر نے اپریل ۱۹۱۲ء میں کیا۔ اگلے تین سال کے عرصے میں لائبریری کی توسیع اس تیزی سے ہوئی کہ ۱۹۱۵ء کے آخر تک عمارت کی حدود میں اصل نقشے سے بھی زیادہ وسعت اختیار کر گئی۔ ساری عمارت پر جو ۱۹۱۷ء میں مکمل ہوئی، ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے لاگت آئی۔ یہ خوش منظر دو منزلہ عمارت مشرقی طرزِ تعمیر کا دلکش نمونہ ہے۔[۵۵]

ذخیرہ پرسیول:

سنگِ بنیاد رکھے جانے کے ایک ماہ بعد یونیورسٹی لائبریری کو غیر متوقع طور پر ایک نادر اور قیمتی مجموعۂ کتب مل گیا۔ ایچ ایم پرسیول ایم۔ اے، آئی ای ایس پروفیسر ادبیات انگریزی پریذیڈنسی کالج کلکتہ نے مارچ ۱۹۱۱ء میں اپنی سبکدوشی کے موقع پر اپنا مجموعۂ کتب جو تقریباً ساڑھے چھ ہزار کتب پر مشتمل تھا فروخت کے لیے پیش کیا۔ یہ مجموعہ پنجاب یونیورسٹی نے چھتیس ہزار روپے میں خرید لیا ۔ یہ

---

۵۴ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، ص ۔ ۱۳۵

۵۵ ایضاً، ص ۔ ۱۳۵ ۔ ۱۳۶

مجموعہ کتب اپنی جداگانہ حیثیت سے یونیورسٹی لائبریری میں اب تک موجود ہے ۔ ۱۹۱۳ء میں اورینٹل کالج کا بیش قیمت کتب خانہ بھی یونیورسٹی لائبریری میں منتقل کر دیا گیا جو عربی ، فارسی اور سنسکرت کے حصوں کی بنیاد بنا[۵۶]۔

ذخیرۂ آزاد :

۱۹۱۳ء میں آغا محمد ابراہیم نے اپنے والد شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد (۱۸۳۰ء - ۱۹۱۰ء) کا مجموعہ کتب لائبریری کو پیش کیا ۔ اس میں ۱۵۵۶ مطبوعات اور ۳۸۹ مخطوطات شامل تھے[۵۷] یہ ذخیرہ اب بھی الگ حیثیت میں موجود ہے ۔ اردو کتابوں کو شعبہ اُردو میں رکھا گیا ہے اور عربی فارسی کتب کو دوسری منزل میں شعبۂ عربی میں اس ذخیرے کے چند اہم مخطوطات کا ذکر آخر میں کیا گیا ہے ۔ مطبوعات میں پنجاب کے مختلف اضلاع کی قدیم مطبوعہ تاریخیں موجود ہیں جو اس ذخیرے کی علمی اور تاریخی اہمیت کو بڑھا دیتی ہیں ۔

نوادر کے لیے اساتذہ کی تلاش و جستجو :

اس دور میں یونیورسٹی لائبریری مسلسل ترقی پذیر رہی ۔ مطبوعات و مخطوطات کی خرید کے لیے یونیورسٹی اپنے بجٹ میں خطیر رقوم مختص کرتی رہی ۔ تدریسی شعبوں کے قیام اور یونیورسٹی پروفیسروں کی تقرری کے بعد ان کے فرائض میں کتابوں کی خرید کا معاملہ بھی شامل رہا ۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اورینٹل کالج کے پروفیسروں نے خصوصاً بڑی تن دہی سے کام کیا اور ملک کے دور دراز گوشوں میں سفر کر کے کتابیں (خاص طور پر قلمی نوادر) تلاش کیں اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں نادر مخطوطات اتنی بڑی تعداد میں اکٹھے کر دیے ۔ یہ لائبریری دُنیا کی چند اہم تحقیقی لائبریریوں میں شمار ہونے لگی ۔ اس دور کے اختتام اور گولڈن جوبلی کے موقع پر پروفیسر بروس نے لائبریری میں کتابوں کی مجموعی تعداد ۵۶۲ ، ۷۶ بتائی ہے جس میں ۳، ۸۷ ، ۸ مخطوطات بھی شامل تھے ۔ یونیورسٹی کے علمی مرکز کی تعمیر و ترقی کا یہ قابلِ تعریف پہلو ہے جس نے

۵۶۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب ، ص ۱۳۶

۵۷۔ بلقیس بیگم ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری (تاریخی جائزہ) ، (لاہور ، ۱۹۸۲ء) ، ۸۰ ، مقالہ ایم ۔ اے (لائبریری سائنس) ، جامعہ پنجاب ، لاہور ۔ (غیر مطبوعہ)

اس دور میں مطالعہ و تحقیق کے لحاظ سے ایک نئی روح پھونکی ۔[۵۸]

ذخیرۂ پیرزادہ :

یہ ذخیرہ مہم (رہتک) جو کہ پیرزادہ محمد حسین عارف سیشن جج کا آبائی مقام تھا، پر موجود تھا ۔ مولوی محمد شفیع مرحوم (۱۸۸۳ء ۔ ۱۹۶۳ء) کی رپورٹ پر یونیورسٹی نے اس کو ۱۹۲۹ء میں خرید لیا۔ اس بارے میں منظور الحق صدیقی لکھتے ہیں :۔

" ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کا مشرقی علوم کے ساتھ شغف آپ کو مہم لے گیا اور آپ نے یہ کتب خانہ دو ہزار تین سو روپے کے عوض پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے لیے ۱۹۲۹ء میں خرید لیا ۔ اس میں قلمی نسخوں کی تعداد ۱۶۵ ہے اور مطبوعہ کتابیں ۸۰۹ ہیں ۔[۵۹]

مجموعۂ کیفی :

اسی دور میں ۱۹۳۳ء میں برجموہن دتاتریہ کیفی نے اپنا ذخیرہ یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ پیش کیا۔ اس میں مخطوطات کی تعداد ۱۳۰ ، اور مطبوعات ۸۷۷ تھیں۔ مخطوطات میں اُردو کی قلمی کتابیں بھی موجود ہیں ۔

دیگر ذرائع :

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں :۔

" نادر و نایاب کتب کی تلاش، حصول اور خرید کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ مثلاً اس دور میں ان اشخاص کے مخطوطات حاصل ہوئے ۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی۔ ۱۳۰ مخطوطات، ایوناؤ **Ivanow** ۳۵۹، مخطوطات مولوی نجم الدین ۳۱۶، مخطوطات رائے صاحب وزیر چند (ساکنہ جھنگ) ۵۸ مخطوطات پیرزادہ محمد حسین ۲۰۵ مخطوطات "۔[۶۰]

---

۵۸ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، ص ۔ ۱۳۶

۵۹ منظور الحق صدیقی، " پیرزادہ محمد حسین عارف " ، اورنٹیل کالج میگزین، ۴۰ (مئی ۱۹۶۳ء) ص ۱۶ ۔ ۱۷

۶۰ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، ص ۔ ۲۲۷

مجموعہ وولنر:

یہ ذخیرہ مسٹر وولنر نے ۱۹۳۶ء میں یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ پیش کیا۔ اس میں سنسکرت اور ہندی کے ۸۰۰۰ مخطوطات اور ۱۵۷۵ کتب شامل تھیں[۱۱]۔ یہ ذخیرہ وولنر WOOLNER — collection کے نام سے لائبریری میں محفوظ ہے۔

مجموعہ شیرانی:

یہ بیش قیمت اور گراں قدر ذخیرۂ مخطوطات و مطبوعات ۱۹۴۲ء میں یونیورسٹی نے ۱۶۳۹۲ روپے میں خریدا۔ اس کے دیگر کوائف و خصائص کا ذکر کرنے سے پہلے شیرانی مرحوم کے شاگرد ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے کو یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے ان کی نوادر کی جمع آوری کی لگن اور جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔

"مولوی خدا بخش خاں کے بعد پروفیسر شیرانی شاید دوسرے بزرگ تھے جنھوں نے باوجود سرمائے کی کمی کے عربی، فارسی، اردو کی نادر قلمی کتابوں کو جمع کیا، اور اس میں وہ کامیابی حاصل کی جو ایک لحاظ سے مولوی خدا بخش خاں کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ یعنی کتابوں کی تلاش اور جمع آوری اس غرض سے کہ اس سے ادب اور تاریخ کی گمشدہ کڑیاں دستیاب ہوں اور وہ خلا جو انسانی معلومات میں پائے جاتے ہیں پُر ہوتے جائیں قلمی کتابوں اور آثارِ قدیمہ کی شناخت کے بارے میں ان کی نگاہ اس درجہ تجربہ کار اور شناسا ہوگئی تھی کہ انباروں اور طوماروں کے اوپر سے ہی نظر ڈال کر اپنے مطلب کی چیز نکال لیتے تھے۔ گویا اس لحاظ سے وہ "قناءُ الکتب" تھے۔ عرب ہدہد کو "قناءُ الارض" کہا کرتے ہیں۔ قنّاء اس شخص کو کہتے ہیں جو زمین کے اوپر سے ہی یہ بتلا سکے کہ سطح کے نیچے پانی کتنی دور ہے۔ اگر ہدہد کو قناءُ الارض کہنا درست ہے تو پروفیسر شیرانی کو اس مناسبت سے قلمی کتابوں کا ہُدہُد یا قنّاء کہنا بے جا نہ ہوگا۔"[۱۲]

اس ذخیرے کے دیگر کوائف کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار رقم طراز ہیں:-

"اس مجموعے میں ۱۷۱۰ مطبوعات، ۴۳۴ دستاویزات اور ۲۲۸۴ مخطوطات شامل تھے۔ مخطوطات میں چوتھی، پانچویں، چھٹی صدی ہجری کے تحریر کردہ نسخے بھی تھے اور بعض قلمی نسخے مصنّفوں

---

۱۱ بلقیس بیگم، پنجاب یونیورسٹی لائبریری (تاریخی جائزہ)، ص-۸۸

۱۲ ڈاکٹر سید عبداللہ، کتب خانہ شیرانی کے نوادر"، اورینٹل کالج میگزین، ۲۳ (فروری ۱۹۴۷ء)

کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے اور بعض مخطوطات اپنے زمانے کے مشہور خطاطوں کے قلم سے تھے ۔ ان میں مغل دور سے قبل خطِ بہار میں لکھے گئے کئی قرآن مجید کے نسخے بھی ہیں۔سبکدوشی کے بعد بھی پروفیسر شیرانی قلمی نسخے فراہم کرتے رہے اور ۱۹۴۴ء میں انھوں نے مزید ۱۹۴ مخطوطات یونیورسٹی کو دیے ۔ یونیورسٹی لائبریری میں مجموعۂ شیرانی ایک قیمتی اضافہ تھا مگر یونیورسٹی ایک نادر ذخیرۂ مسکوکات سے محروم رہی جو قابلِ افسوس امر ہے ۔ شیرانی کو تاریخی نوادر اور مسکوکات جمع کرنے اور ان سے تحقیقات میں کام لینے کا بڑا شوق تھا ۔ انھوں نے اپنا ذخیرۂ مسکوکات جس میں تقریباً پانچ چھ ہزار سونے چاندی کے سکے اور تین ہزار تانبے کے سکے تھے ، یونیورسٹی کو دس ہزار روپے کے عوض پیش کیا ، مگر یونیورسٹی نے اس رقم کا نصف دینا منظور کیا ۔ یہ ایک انتہائی تکلیف دہ امر تھا ، کیونکہ شیرانی کی زندگی کے آخری چند سال جو علالت میں گزرے ، اسی اثاث البیت کے سہارے گزرے جو کتابوں اور سکوں کی فروخت پر انھیں ملا ۔ بہر کیف شیرانی کی ساری عمر کی یہ جمع پونجی پٹنے کے ایک تاجر نے تیئس ہزار روپے میں خرید لی اور پنجاب یونیورسٹی (اور بعد میں مملکت پاکستان) اس نادر خزانے سے محروم رہی "۔[۱۳]

ڈاکٹر محمد بشیر حسین مرحوم نے اس ذخیرے کے بارے میں مختلف اعداد و شمار دیے ہیں مرحوم نے اس مجموعے پر ایک طویل مدت تک فہرست نگار کی حیثیت سے کام کیا اور ان کی مرتبہ فہرست "فہرست مخطوطات شیرانی" کے نام سے تین جلدوں میں ادارۂ تحقیقات پاکستان ، دانش گاہِ پنجاب کی طرف سے شائع ہو چکی ہے ۔ وہ اس ذخیرے کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

" دو ہزار چھ سو باون جلدوں میں مجلد اس مجموعے میں عربی ، فارسی ، اردو ، پنجابی ، ترکی ، ہندی پشتو ، سندھی اور گجراتی وغیرہ کی چھوٹی بڑی سوا چار ہزار کتابیں محفوظ ہیں ۔ ان میں سے فارسی زبان کے مخطوطے سب سے زیادہ ہیں ۔ یعنی تین ہزار ایک سو چالیس ، اُردو کے تقریباً پانچ سو ، عربی کے تقریباً چار سو ، پنجابی کے تقریباً ایک سو پچیس اور ہندی ، ترکی ، پشتو اور سندھی وغیرہ کے پچپن قلمی نسخے اس ذخیرے کا حصّہ ہیں ۔ ان کتب کے علاوہ ساڑھے سات سو قطعات ، شاہی فرامین ،

۱۳۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب ، ص۔ ۲۲۷

اسناد، بیعنامے، اجارہ نامے وغیرہ بھی اس مجموعے کا حصّہ ہیں۔[۱۴]

ذخیرۂ شیرانی میں عربی مخطوطات میں سے قدیم ترین قلمی نسخہ علم الفقہ میں حضرت امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ کی مشہور تالیف المدونہ کا ایک جز بعنوان: کتاب العتق الثانی من المدونہ ہے۔ کوفی رسم الخط میں اس کی کتابت ۴۱۲ھ (۱۰۲۱ء) میں ہرن کی کھال پر کی گئی۔ کاتب کا نام عبدالرحمٰن الفارسی ہے۔ لائبریری کے مخطوطات کا یہ قدیم ترین نسخہ ہے جس پر تاریخ کتابت موجود ہے۔

ان مخطوطات کی کہانی شیرانی کی زبانی جاننے کے لیے اس نوٹ کا دیکھنا بہت ضروری ہے جو مرحوم نے اپنے ذخیرے کے تعارف کے لیے انگریزی زبان میں لکھا تھا۔ یہ انتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں اُنھوں نے زیرِ حوالہ مجموعے کے مخطوطات کے خصائص کو مختلف عنوانات کے تحت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس نوٹ کی ایک کاپی لائبریری کی فائل نمبر ۱۲۶ بعنوان Shairanis Loan collection میں محفوظ ہے۔ اس میں اُنھوں نے جو مختلف عناوین قائم کیے ہیں۔ ان کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قرآن اور اس کی تفاسیر، مخطوطات کی تاریخیں، خود نوشت نسخے، شعرا کے تذکرے، شاعری کے مجموعے، تاریخ، تصوّف، مذہبی اور مناظرے کا ادب، شروح اور حواشی، نظم، عروض و قوافی، بچوں کے لیے فارسی، اردو اور پنجابی میں نصابی کتب، موسیقی، باغبانی اور پودوں کی کاشت، جواہر نامے، فنِ آہن گری، شکار اور شاہین بازی، تیر اندازی، شعبہ اُردو، ہندی یا بہاری رسم الخط، منقش عناوین، یورپی کاغذ۔ ان عنوانات سے ذخیرۂ شیرانی کے متنوع موضوعات کا اندازہ ہو جاتا ہے جن کے بارے میں مخطوطات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے ہر عنوان کے ذیل میں اہم نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ اس فائل میں دو جدول بھی بنائی ہیں جن میں مخطوطات کی سال کتابت کے اعتبار سے درجہ بندی کی ہے۔ پہلی جدول میں ان مخطوطات کا ذکر ہے جن کی کتابت سن ... ہجری تک ہوئی۔ دوسری جدول میں ان قلمی کتابوں کی تفصیل ہے جن کی کتابت گیارہویں صدی ہجری / سترہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ ان میں شماریاتی تجزیہ

---

[۱۴] ڈاکٹر محمد بشیر حسین، "مخطوطات ذخیرۂ شیرانی کا اجمالی جائزہ"، اورنٹیل کالج میگزین، شیرانی نمبر، ۵۶: ۳-۴ (شمارہ مسلسل ۲۲۲-۲۲۳)، ص ۱۱۳۔

بھی کیا گیا ہے - آخر میں ایک جدول میں سونے کے سکوں کی فہرست ہے اور دوسری میں چاندی کے سکّوں کا شمار کیا گیا ہے - [15]

ذخیرۂ محبوب عالم :

عبدالمجید (فرزند حاجی محبوب عالم مرحوم) نے یہ مجموعہ لائبریری کو پیش کیا - سنڈیکیٹ نے اس پیش کش کو ۱۹۴۸ء میں قبول کیا - اس میں مخطوطات ۳۶۳ اور مطبوعات کی تعداد ۶۸۲۴ ہے - یہ قدیم مطبوعات کا قابلِ قدر مخزن ہے -

ذخیرۂ آذر :

یہ ذخیرہ ظہیر الدین، فرزند پروفیسر سراج الدین آذر سے ۱۹۵۲ء میں خریدا گیا - بیس ہزار روپے کی رقم اس ذخیرے کی خرید کے لیے منظور کی گئی - یہ ۱۵۰۰ مخطوطات پر مشتمل ہے - اس ذخیرے کی ایک قلمی فہرست موجود ہے جس میں اس کی موضوعات کے اعتبار سے درجہ بندی کی گئی ہے - ان کی فہرست درج ذیل ہے: [16]

فارسی نظم، تاریخ و جغرافیہ، مضامین و خطوط ، اخلاقیات و تصوف، دینیات، فلسفہ ، منطق اور علم ہئیت ، علم عروض و قواعد، لغات ، طب، قصص، متفرق -

اس ذخیرے میں فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں کے مخطوطات بھی شامل ہیں - ان کے نام یہ ہیں :-

(ا) اردو

(ب) عربی

(ج) پنجابی

(د) پشتو

اس ذخیرے کی فہرست بعنوان " فہرست مخطوطات در کتب خانہ پروفیسر سراج الدین آذر "

---

[15] Mohmud shairani, "A Brief Note on My Collection File No. 126: Shairani Loan collection (unpublished)

[16] فہرست مخطوطات در کتب خانہ پروفیسر سراج الدین آذر (غیر مطبوعہ)، ص - ۱

غیر مطبوعہ صورت میں موجود ہے۔ اس میں مخطوطات کی مختصر وضاحت ملتی ہے۔

اب لائبریری کے ذخیرۂ مخطوطات میں سے چند اہم قلمی کتابوں کا ذکر مختلف عنوانات کے تحت کیا جاتا ہے:۔

عربی مخطوطات

قرآن مجید کے نسخے:

کتب خانے میں قرآن مجید کے تریسٹھ نسخے موجود ہیں۔ ان کی کتابت مختلف اقسام کے رسم الخط میں کی گئی ہے۔ مثلاً خط کوفی، خطِ بہار، خطِ ریحان اور خطِ نسخ ؀ ۵۷

حافظ محمود شیرانی (۱۸۸۰ء - ۱۹۴۶ء) کے ذخیرے میں قرآن حکیم کے چھیالیس نسخے شامل ہیں۔ ان کے بارے میں شیرانی مرحوم کی رائے ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

" اس ذخیرے میں قرآن مجید کے چھیالیس نمونے موجود ہیں۔ دو کوفی رسم الخط میں ہیں جن کا تعلق چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے دور سے ہے۔ شمارہ ۱۷۰۱ خط نسخ میں ہے جو ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) کے اوائل سے متعلق ہے۔ اس کے نقش مدہم پڑ چکے ہیں۔ لیکن متن اور ترجمہ دونوں اچھی حالت میں ہیں۔ قرآن شمارہ ۱۷۰۵ اور ۱۷۰۶ دو جلدوں میں ہے۔ یہ خطِ بہار کا عمدہ اور توضیحی نمونہ ہے۔ شمارہ ۱۸۷۹ ایرانی خط کا عمدہ نمونہ ہے جس کا تعلق دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) کے عہد سے ہے۔ شمارہ ۱۷۰۸ مصری کتابت کا نمونہ ہے، لیکن شکستہ حالت میں ہے۔ شمارہ ۱۷۲۶ ایک حمائل شریف ہے جو مغربی اندازِ کتابت میں ہے۔ اس کا تعلق ساتویں صدی ہجری (تیرہوی صدی عیسوی) سے ہے۔ شمارہ ۱۷۱۰ اس خط کا اچھا نمونہ ہے جو بعد میں ہندوستان میں ارتقائی منازل سے گزرا۔ شمارہ ۱۸۰۷ اور ۱۷۱۱ میں (کتابت کی) ندرت پائی جاتی ہے۔ یعنی ہر صفحے کی شروع اور آخر کی سطریں خاص حروف سے شروع ہوتی ہیں۔ شمارہ ۱۷۱۸ صرف ساٹھ اوراق میں مکمل ہوتا ہے۔ ان مخطوطات پر

---

۵۷ سیّد جمیل احمد رضوی، " قرآن مجید کے قلمی نسخے (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری)"، اورنٹیل کالج میگزین ۵۸، شمارہ مسلسل ۲۲۳ (۱۹۸۳ء)، ص ۶۹

یہ تاریخیں درج ہیں: ۸۳۵، ۹۴۴، ۹۵۹، ۱۰۲۵، ۱۰۳۰، ۱۰۹۵، ۱۱۰۳، ۱۱۱۳ اور ۱۱۳۰ (ہجری)"۔ [۱۸]

خطِ بہار میں نسخے:

ذخیرۂ شیرانی کے قرآن مجید کے نسخوں میں تیرہ خطِ بہار میں ہیں۔ یہ نسخے ہندوستان میں مروّج اس خط کا بہت اچھا انتخاب پیش کرتے ہیں۔ شیرانی کے الفاظ کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

" اس ذخیرے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ صرف ہندوستانی تالیفات کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ خاص ہندی رسم الخط میں کتابت کی گئی کتب کو جمع کیا گیا ہے۔ بہار کی اصطلاح پوری طرح سمجھی نہیں جاتی۔ اس کا اطلاق عموماً اس جلی خط کے لیے ہوتا ہے جس میں قرآن مجید کتابت کیے ہوئے ملتے ہیں، چونکہ اس خط کی کچھ مشابہت کوفی رسم الخط سے ہے۔ اس لیے اکثر لوگ اس کو کوفی رسم الخط سے ملا دیتے ہیں۔ اس اصلاح کی اصل کے بارے میں یقینی اور حتمی طور پر ابھی تک کچھ معلوم نہیں۔۔۔۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مغلوں سے پہلے یہ خط تمام ہندوستان میں قرآن حکیم کی کتابت کے لیے مروج تھا۔ ہمیں اس خط کو ہندوستان کی پیداوار سمجھنا چاہیے، کیونکہ ہندوستان سے باہر کے ممالک مثلاً ایران، عرب اور ترکستان میں کبھی بھی استعمال نہیں کیا۔ البتہ یہ مجمع الجزائر ملایا میں رواج پذیر ہوا"۔ [۱۹]

منقش عناوین:

شیرانی مرحوم نے اپنے نوٹ میں چند مخطوطات کا ذکر Illuminated — Unwans کے ذیل میں کیا ہے۔ دیگر خطی آثار کے علاوہ قرآن مجید کے چند نسخوں کا ذکر بھی اس میں کیا ہے۔

۱۔ شمارہ ۱۷۰۸، قرآن مجید کے شروع کے صفحات مغربی یا مصری انداز میں منقش ہیں۔

۲۔ شمارہ ۱۷۰۳، قرآنِ حکیم کے مکتوبہ چودھویں صدی عیسوی، تورانی روایات کا حامل ہے۔

---

[۱۸] Mahmud Shairani, op. cit, P. 27

[۱۹] Ibid., P. 27

اس کو ہندوستانی یا غزنوی انداز (کتابت) کا سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کے نقوش مدہم پڑ چکے ہیں، تاہم اس کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا انداز نقاشی بعد میں ہندوستان میں خط بہار میں مکتوبہ قرآن مجید کے نسخوں کے لیے نمونے (Model) کی حیثیت اختیار کر گیا۔ شمارہ ۱۷۰۳، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶ کا تقابلی مطالعہ اس کو واضح طور پر ثابت کرتا ہے۔

۳۔ حمائل شریف (شمارہ ۱۷۲۵) جس کی کتابت خط بہار میں کی گئی ہے، میں ایسے آثار موجود ہیں جو ہندوستانی اور مصری فنون کی آمیزش ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ قرآن مجید (شمارہ ۱۷۱۵) مکتوبہ ۸۳۵ھ، نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کی نقاشی رکھتا ہے۔

۵۔ قرآن حکیم (شمارہ ۱۷۰۹) مکتوبہ ۹۴۴ھ، حمائل شریف (شمارہ ۱۷۲۰)، مکتوبہ ۹۴۶ھ، قرآن مجید (شمارہ ۱۷۰۴) مکتوبہ ۹۵۹ھ کے منقش عناوین دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) کے ہیں۔

۶۔ قرآن مجید (شمارہ ۱۷۱۰) مکتوبہ ۱۰۹۵ھ کے منقش عنوان گیارھویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کی نقاشی کی نمائندگی کرتے ہیں۔[۵۲]

باعتبار رسم الخط:

اگر قرآن حکیم کے ان قلمی نسخوں کا شماریاتی تجزیہ باعتبار رسم الخط کیا جائے تو یہ اس طرح بنتا ہے:

خط کوفی	۲
خط بہار	۱۳
خط ریحان	۱ (؟)
خط نسخ	۴۷

قرآن - تجوید:

(۱) رسالۃ فی رسم الخط العثمانی لشمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف العمری الدمشقی الشہیر بابن الجزری المتوفی ۸۳۳ھ

۵۲۔ Ibid, pp. 31-32,

(۲) الکامل الفرید فی التجرید والتفرید لابی موسیٰ جعفر بن مکی بن جعفر۔

قرآن ۔ اشاریے :

(۱) الجداول النورانیۃ فی استخراج الآیات القرآنیہ، ناصر بن حسین الحسنی النجفی المتوفیٰ ۱۱۱۸ھ ۔ یہ قرآن مجید کی آیات کا اشاریہ ہے۔

(۲) کشف الآیات، محمد رضا بن عبد الحسین النصیری الطوسی۔ یہ بھی قرآنی آیات کا اشاریہ ہے۔

تفسیر :

(۱) فتح الجلیل ببیان خفی انوار التنزیل، قاضی ابو یحییٰ ذکریا بن محمد الانصاری (المصری) المتوفیٰ ۹۲۶ھ

(۲) الحاشیہ علی انوار التنزیل، محمد خازن بن عبد الکریم

(۳) الناسخ والمنسوخ، قاضی امام ابو عبد اللہ محمد بن علی

حدیث :

(۱) جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول، تقی الدین ابو الطیب محمد بن احمد بن علی الفاسی الشہیر بالتقی الفاسی، المتوفیٰ ۸۳۲ھ

(۲) منتخب کوثر النبی، محمد جی

(۳) الارجوزۃ فی اصول الحدیث، محمد فالح بن محمد بن عبد اللہ بن فالح الظاہری، المتوفیٰ ۱۳۲۸ھ

(۴) التنقیح لالفاظ الجامع الصحیح، شیخ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ الترکی المصری الزرکشی الشافعی، المتوفیٰ ۷۹۴ھ

(۵) الکاشف عن حقائق السنن، شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبی، المتوفیٰ ۷۴۳ھ

(۶) شرح الاربعین، محمد بن صالح بن جلال العبادی اللاری الشہیر بمصلح الدین اللاری المتوفیٰ ۹۷۹ھ

(۷) تلخیص البیان فی علامات مہدی آخر الزمان، (مرتب کا نام معلوم نہیں) ۔

سیرت :

(۱) اشرف الوسائل الی فہم الشمائل، شہاب الدین احمد بن محمد بن علی الشہیر بابن حجر الہیتمی المتوفیٰ ۹۷۴ھ

(۲) الفیۃ السیرۃ، ابو الفضل عبد الرحیم بن عبد الرحمان الشہیر بالحافظ العراقی المتوفیٰ ۸۰۶ھ

(۳) جامع المعجزات، (شیخ) محمد الواعظ المتوفیٰ نحو ۱۰۹۰ھ

فقہ :

(۱) شرح الحسامی، ابویوسف محمد بن یعقوب البنبانی (قرن یازدہم ہجری)
(۲) خزائن الشروح، ملا محمد مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الدین الشہید المتوفی ۱۲۲۵ھ
(۳) انتصار الفقر السالک لترجیح مذہب الامام مالک، محمد بن محمد بن محمد بن اسماعیل الشہیر بالراعی المتوفیؒ ۸۵۳ھ
(۴) العتادین، آقا بن عابد بن رمضان بن زاہد شیروانی دربندی (قرن سیزدہم ہجری)
(۵) اللباب فی الجمع بین السنۃ و الکتاب، جمال الدین علی بن زکریا بن مسعود الحنفی المبنجی المتوفیؒ ۶۸۶ھ
(۶) شرح ابی المکارم، ابوالمکارم بن عبداللہ بن محمد ۔
(۷) غایۃ الحواشی، ابوا عارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ۔
(۸) بیان الفتاوی فی شرح الحاوی، عثمان بن علی
(۹) منتہی الارادات، تقی الدین ابوالبقاء محمد بن احمد بن عبدالعزیز الحنبلی الشہیر بابن النجار، المتوفی ۹۷۲ھ

تصوّف :

(۱) الملتقط من احیاء علوم الدین، محمد افضل بن الشیخ ابی محمد بن شیخ ابی یزید (قرن دوازدہم کے فاضل) یہ احیاء علوم الدین کا خلاصہ ہے ۔
(۲) ادب السلوک، ابوالفضل عبدالمنعم بن عمر الجیلانی الاندلسی، المتوفیؒ ۶۰۲ھ
(۳) الوصایا الاکبریہ، ابوبکر محمد بن علی بن محمد الشہیر بابن العربیؒ، المتوفیؒ ۸۳۸ھ
(۴) حل الرموز، شیخ علاء الدین علی دده بن مصطفیٰ المتوفیؒ ۱۰۰۷ھ
(۵) بیان الاسرار، ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالویؒ المتوفی ۱۱۵۱ھ ۔ العقیدۃ الغوثیہ کی ایک قابلِ قدر شرح ہے ۔ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے ۔

عربی گرامر (صرف و نحو):

(۱) کتاب التفاحتہ، الخلیل بن احمد بن عمر بن تمیم الفراہیری البصری ۔ المتوفیؒ ۱۷۰ھ

(۲) الحاشیہ علی الفوائد الضیائیۃ ، محمد عصمت اللہ بن محمد المتوفیؒ ۱۰۳۹ھ

(۳) تقریر مبحث الشرط والقسم من الفوائد الضیائیۃ ، ملا محمد صادق الحلوائی السمرقندی (قرن دہم ہجری)

(۴) حل ابیات الفوائد الضیائیۃ ، عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری ، المتوفی ۱۲۶۷ھ

(۵) لب الالباب فی علم الاعراب ، تاج الدین محمد بن محمد بن احمد الاسفرایینی المتوفی ۹۸۳ھ

(۶) الخصائص فی النحو ، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمان المالکی المتوفیؒ ۶۸۶ھ

عربی ادب (نظم ونثر)

(۱) شرح قصیدہ البردۃ ، شہاب الدین احمد بن شمس الدین بن عمر الدولت آبادی ، المتوفیؒ ۸۴۹ھ

(۲) شرح قصیدہ البردۃ ، مولانا جمال (موضع کیلیانوالہ (پنجاب کے فاضل)] یہ شرح ۹۹۹ھ میں مکمل ہوئی ۔

(۳) بلبل الافراح وراحۃ الارواح ، ابوعبداللہ محمد بن علی السعودی الیمنی ، المتوفیؒ ۹۳۲ھ

(۴) الایضاح فی شرح مقامات الحریری ، ابوالفتح ناصر بن عبدالسید ابی المکارم ۔

منطق :

(۱) الحاشیہ علی میرایساغوجی للشیخ عنایت اللہ بن عبدالکریم الحنفی الصدیقی البلگرامی المتوفیؒ بین ۱۱۱۱ھ و ۱۲۰۱ھ

(۲) الحاشیہ المنھیۃ علی بدیع المیزان لعبداللہ بن الہ داد العثمانی التُلنبی الملتانی المتوفی ۹۲۲ھ

(۳) الحاشیہ علی حاشیہ میرزاہد لمحمد حسین الملقب بہ خان ملا ۔

فلسفہ :

(۱) الاشارات لابی علی الحسین بن عبداللہ بن الحسین الشہیر با بن سینا المتوفیؒ ۴۲۸ھ

(۲) شواکل الحور لجلال الدین محمد بن اسعد اللہ دوانی المتوفی ۹۰۷ھ

(۳) الحاشیہ علی المحاکمات لحبیب اللہ [illegible] العلوی الدہلوی الشہیر میرزاجان الشیرازی المتوفی ۹۹۴ھ

علم الہیت والفلک :

(۱) شرح تشریح الافلاک للشیخ عصمۃ اللہ بن محمد اعظم بن عبدالرسول الحنفی السہارنفوری المتوفیؒ ۱۱۳۳ھ ۔ بہاء الدین العاملی کی معروف کتاب "تشریح الافلاک" کی شرح ہے ۔

(۲) رسالہ فی قوس قزح لابی محمد مفتی محمد سعد اللہ بن الشیخ نظام الدین الحنفی المراد آبادی المتوفیٰؒ ۱۲۹۴ھ

(۳) رسالہ فی الربع المجیب لبدر الدین محمد بن محمد بن احمد الدمشقی الشافعی الشہیر لیسبط الماردینی المتوفیٰؒ ۹۰۷ھ

علم الکیمیاء:

(۱) فوائد الہمزانی لعبید الفتاح المخاطب بخواجہ عبد اللہ تمکین

(۲) الدرۃ البیضاء النقیۃ لابی عبد اللہ محمد بن اُمیل بن عبد اللہ بن اُمیل التمیمی الحکیم المتوفیٰؒ ۱۷۰ھ

(۳) مصححات افلاطون وشرح الجابر علیہما مع تحقیقات المراکشی لمحمد بن میمون بن عمران المراکشی الحمیری الحسینی۔

(۴) سر الاسرار لابی بکر محمد بن زکریا الرازی المتوفیٰؒ ۳۱۱ھ

(۵) رتبۃ الحکیم لابی القاسم (ابی محمد) مسلمہ بن احمد بن قاسم بن عبد اللہ المجریطی المتوفیٰؒ ۳۹۸ھ

اقلیدس:

(۱) شرح مصادر اقلیدس لابی علی محمد بن الحسن بن الہیثم المتوفیٰؒ نحو ۴۳۰ھ

(۲) حل شکوک اقلیدس لابی علی بن محمد بن الحسن بن الہیثم المتوفیٰؒ نحو ۴۳۰ھ

علم الطب:

(۱) الطب الکلی لابی سہل عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم المسیحی الجرجانی المتوفیٰؒ ۴۰۱ھ

علم النجوم:

(۱) السر المکتوم فی مخاطبۃ (الشمس والقمر) النجوم للامام فخر الدین محمود بن عمر الرازی المتوفیٰؒ ۶۰۶ھ (؟)

علم التوقیت:

(۱) دستور علم المیقات للعلامہ رضوان آفندی۔

العلوم الریاضیہ:

(۱) شرح خلاصۃ الحساب للمفتی وجیہ الدین بن عیسیٰ بن آدم بن محمد الصدیقی السہروردی المتوفیٰؒ ۱۰۸۳ھ

(۲) الحساب الیسیر للشیخ احمد بن مسعود الحسینی الہرکامی المتوفی ۱۱۷۵ھ[۲۱]

فارسی مخطوطات

فارسی زبان میں تاریخ کے متعلق مخطوطات کی توضیحی فہرست ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے بنائی۔ اس کو پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۴۲ء میں شائع کیا۔ اس کے شروع میں دو صفحات پر مشتمل پیش لفظ مولوی محمد شفیع مرحوم (۱۸۸۳ء - ۱۹۶۳ء) نے لکھا۔ اور اس میں اہم مخطوطات کی نشاندہی کی۔ ان میں معاصر، خود نوشت اور نادر نسخے شامل ہیں۔

(۱) نسب نامہ اعلیٰ حضرت شاہی۔
(۲) واقعات بابری (نسخہ معاصر)
(۳) جامع التواریخ، تصنیف رشید طبیب۔ حافظ ابرو نے اس پر ۸۲۸ھ میں نظر ثانی کی۔
(۴) جہانگیر نامہ (تزک جہانگیری)۔ یہ نسخہ معاصر ہے۔
(۵) جہانگشائی نادری، مصنفہ محمد مہدی منشی (نسخہ معاصر اور مصوّر ہے)

خود نوشت نسخے:

(۱) طراز الاخبار مصنفہ نجم الدین احمد بن فضل اللہ الملقب بہ احمد بیگ خان اصفہانی۔
(۲) وقائع جنگ سکھاں، دیوان اجودھیا پرشاد ممتاز الدولہ (بظاہر خود نوشت نسخہ)

---

[۲۱] Qazi Abdul Nabi Kaukab, Handlist of Arabic Manuscripts in the Punjab University Library Revised by Syed Jamil Ahmed Rizvi (Lahore University of the Punjab, 1982), pp. i - iv: From "Preface", by Dr. Zulfiqar Ali Malik.
نیز قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم کی اہم عربی مخطوطات کے بارے میں غیر مطبوعہ رپورٹ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

(۳) بہار گلزار شجاعی، ہرچند داس ۔

(۴) خالصہ نامہ، رتن تند ۔

(۵) وقائع بھرت پور، پنڈت شنکر ناتھ نادر ۔

دیگر اہم نسخے:

(۱) عبداللہ نامہ، حافظ تانش بن میر محمد بخاری ۔ یہ مخطوطہ شرف نامۂ شاہی کے نام سے بھی معروف ہے ۔

(۲) تاریخ سندھ، محمد معصوم نامی المتوفی بعد ۱۰۱۵ھ (مصنف کی وفات کے دو سال بعد کتابت ہوئی)

(۳) حدیقۃ الہند، رضی الدین احمد المتوفی ۱۲۶۵ھ

(۴) روضۃ الشہدا، حسین واعظ کاشفی ۔

(۵) بیان واقع، سید ہدایت اللہ (بظاہر اس کی کتاب شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد نے کی

(۶) جہانکشائی جوینی، عطا ملک جوینی (قدیم نسخہ)[۲۲]

تصوف:

شیرانی مرحوم نے اپنے نوٹ میں اس عنوان کے ذیل میں بتیس نسخے لکھے ہیں ۔ ان میں سے چند کو یہاں پر درج کیا جاتا ہے ۔

---

[۲۲] S.M. Abdullah, A Descriptive catalogue of the Persian, Urdu and Arabic Manuscripts in the Punjab University Library (Lahore: University of the Punjab, 1942) p.pii : From Preface' by Dr. Mawlavi Muhammad Shafi.

(۱) ھدایۃ الطالبین، سید شاہ ابو سعید (شمارہ ۱۵۵)

(۲) رسالہ اسرارِ خلوت، ابن العربی کے رسالے کا فارسی ترجمہ (شمارہ ۱۸۶)

(۳) انیس العاشقین، غوثی (شمارہ ۱۹۶)

(۴) سلک السلوک، ضیا نخشبی، مکتوبہ ۱۰۳۹ھ (شمارہ ۳۹۵)

(۵) کشف المحجوب (مرتبہ عبدالحکیم بن عبدالوہاب درسن ۹۹۴ھ) (شمارہ ۶۰۴)

(۶) مکتوبات، شاہ عبدالقدوس گنگوہی (شمارہ ۶۲۸)

(۷) رشد نامہ، شاہ عبدالقدوس گنگوہی (شمارہ ۱۴۳۱)

(۸) رسالہ زمان و مکان، شاہ محمد (شمارہ ۱۸۴۶) [۲۳]

(۹) معارج الولایت، عبداللہ خویشگی (H-25)

نظم: (ذخیرۂ شیروانی)

(۱) شاہنامۂ فردوسی با دیباچہ قدیم (وسط قرن نہم ہجری) [شمارہ ۱۵۵۶]

(۲) یوسف زلیخا جامی (مکتوبہ ۸۹۸ھ در لاہور) [شمارہ ۱۵۵۹]

(۳) سام نامہ غزلیات شعرا اور کشمیری انداز میں تصاویر (قرن یازدہم ہجری [شمارہ ۱۵۶۰]

(۴) دیوان حافظ، مکتوبہ ۱۰۲۶ھ، بڑا سائز (۱۵۸۳)

(۵) کلیات بیدل، نسخہ مصنف سے کتابت شدہ، مکتوبہ ۴ جلوس محمد شاہی (شمارہ ۱۶۲۱)

(۶) دیوان مرشد، نسخہ معاصر، نامکمل (شمارہ ۱۶۳۰)

(۷) دیوان میرزا عبدالقادر بیدل (شمارہ ۱۶۵۹) [۲۴]

مصوّر نسخے: (ذخیرۂ شیرانی)

چند کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

---

۲۳ Mahmud Shairani, op. cit, pp. 9-11

۲۴ Ibid., pp. 14-16.

(۱) یوسف زلیخا - اس میں اکبری عہد کی مغلیہ اسلوب میں بارہ تصاویر ہیں - (شمارہ ۱۵۵۹)

(۲) دیوان حسن سجزی - دو تصاویر (شمارہ ۲۰۰۴)

(۳) دیوان حافظ - اس میں پنجاب کے اسلوب میں بیس تصاویر ہیں - (شمارہ ۱۵۶۳)

(۴) رسائل ظہوری - اس میں کشمیری اسلوب میں نو تصاویر ہیں - (۱۵۶۶)

(۵) شاہنامہ مع چھ تصاویر

اس عنوان کے تحت تیرہ مخطوطات کے نام لکھے ہیں۔ [۲۵]

ذخیرہ آزاد کے چند اہم نسخے :

اس ذخیرے کے تاریخ کے بارے میں چند نسخوں کا ذکر 'تاریخ' کے عنوان کے تحت ہو چکا ہے ۔ چند اور نسخوں کے نام یہاں پر لکھے جاتے ہیں -

(۱) عشرہ کاملہ، شیخ المشائخ حضرت کلیم اللہ بن شاہ نور اللہ جہاں آبادی - عربی متن اور فارسی ترجمہ ایک ہی جلد میں دونوں الگ الگ ہیں -

(۲) دانش نامہ علائی، شیخ ابوعلی الحسین ابن عبداللہ بن سینا المعروف بہ شیخ الرئیس

(۳) رسالہ اخلاق الاشراف از عُبید زاکانی -

(۴) کنز الاشتہا از جمال الدین ابواسحاق المعروف بہ حلاج (ابواسحاق الاَطعمہ کے نام سے زیادہ شہرت ہے)

(۵) خواص الحیوان (ترجمہ حیوٰۃ الحیوان از دمیری) از محمد تقی تبریزی ابن خواجہ محمد

(۶) خسرو شیریں، نظامی - منقش و مُذّہب نسخہ -

(۷) قصہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ - از گفتہ شیخ فیضی فیاضی ولد شیخ مبارک -

(۸) کلیات فیضی - [۲۶]

---

[۲۵] Ibid., pp. 30

[۲۶] رشید احمد - فہرست مخطوطات پیرزادہ (غیر مطبوعہ، مجمل فہرست)

ذخیرہ پیرزادہ کے چند نسخے:

اس ذخیرے کے چند اہم نسخوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) مجمع الفوائد، مکرم ابن معظم (سال تالیف ۱۱۷۷ھ)

(۲) مثنوی مولانا روم ؒ۔ اس کا دیباچہ عبداللطیف ابن عبداللہ العباسی نے لکھا ہے۔ اس کی اہمیت پاکیزگی خط، نفاست حواشی اور عمدگی مقدمات کی وجہ سے ہے۔

(۳) مثنوی محیط اعظم از مرزا عبدالقادر بیدل، جلد منقش و مذہب

(۴) چای نامہ نیاز من تصنیف حضرت خواجہ شاہ نیاز نقشبندی معروف بہ خواجہ شاہ صاحب، نوشتہ ۱۳۲۵ھ بمقام کشمیر۔

(۵) فتوح الحرمین از محی الدین لاری، نوشتہ ۱۱۴۰ھ، کاتب محمد خلیل عرب برائے خان ذی شان کبیر علی خان (حرمین شریفین کا منظوم بیان)

(۶) مجموعہ رسائل فارسی۔

(۱) سہ نثر ظہوری از قلم میاں نظیر اکبرآبادی

(۲) حواشی پنج رقعہ ظہوری، محمد مرزا کے ہاتھ کی تحریر کردہ ہے۔

(۳) مینا بازار از ظہوری از قلم محمد مرزا

(۴) مجموعۂ رقعات

اس مخطوطے کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس میں سہ نثر ظہوری میاں ولی محمد نظیر اکبرآبادی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ [۲۷]

اردو مخطوطات:

ان میں سے چند کے نام یہاں پر درج کیے جاتے ہیں۔ ان کی کل تعداد تقریباً دو ہزار ہے۔ اردو شاعری کے مخطوطات کی فہرست محمد افضل ملک نے ۱۹۶۳ء میں بنائی تھی۔ یہ ایم اے اُردو کی ڈگری کے حصول کے لیے مقالے (Thesis) کی صورت میں تیار

---

۲۷ رشید احمد۔ فہرست مخطوطات پیرزادہ (غیر مطبوعہ، مجمل فہرست)

تیار کی گئی تھی ۔

(۱) دیوانِ غالب (شمارہ ۱۸۸۲ ، ذخیرۂ شیرانی)

(۲) دیوانِ ناسخ ، نسخہ معاصر (شمارہ ۱۶۳۵ ، ذخیرۂ شیرانی)

(۳) معراج نامہ ، قاسم مکتوبہ ۱۲۵۰ھ (شمارہ ۶۹۲ ، ذخیرۂ شیرانی)۔

(۴) نوطرزِ مرصع ، محمد عطا حسین خان تحسین ، مکتوبہ ۱۲۱۳ھ ، یہ نسخہ اس سے پہلے جیمز مارٹن کی ملکیت میں رہا ۔ (شمارہ ۱۶۵۲ ، ذخیرۂ شیرانی)

(۵) تواریخ مراد ، سید مراد شاہ ، سابق پولیٹیکل ایجنٹ و سول جج ، بہاولپور (شمارہ ۲۰۸۳ ، ذخیرۂ شیرانی)

(۶) دیوان ولی ، اس کی کتابت احمد آباد کے ثناءاللہ ثانی نے محمد شاہ کے ۸ ویں سالِ جلوس میں کی ۔ (شمارہ ۱۵۰۵ ، ذخیرۂ شیرانی) [۲۸]

(۷) دیوان نواب ضیاءالدین جنوں ۔ یہ نسخہ بہت اہم ہے ۔ کیونکہ اس پر اُستاد کی اصلاحیں موجود ہیں ۔ (مجموعہ کیفی)

(۸) کلیات ولی ، بڑا سائز (مجموعہ کیفی) [۲۹]

(۹) تذکرۃ الحیوان ، از محمد مہدی حزیں ، تالیف ۱۲۶۲ھ ، مکتوبہ ۱۲۶۳ھ

(۱۰) ولایت نامہ (کابل کے حالات) از حیدری جو حیدر بخش حیدری متوفی ۱۸۴۳ء کے علاوہ کوئی اور عالم تھا ، مکتوبہ ۱۲۶۰ھ

(۱۱) مسدس کریما ، از شائق ، مولفہ و مکتوبہ ۱۲۸۳ھ

(۱۲) رسالہ کارستان (انتخاب اشعار) از عنایت خان ، پروفیسر شیرانی کے مطابق نسخہ معاصر

(۱۳) نادر نامۂ غالب ، متوفی ۱۸۶۹ء ، مکتوبہ ۱۸۵۷ء بخط کشوری لال ، [۲۹ الف]

---

[۲۸] Mahmud shairani, op. cit, pp. 23-26

[۲۹] رشید احمد ۔ فہرست مخطوطات کیفی (غیر مطبوعہ ، مجمل فہرست ، فارسی و اُردو مخطوطات)

[۲۹ الف] ڈاکٹر محمد بشیر حسین ، "مخطوطات شیرانی کا اجمالی جائزہ" ، اورینٹل کالج میگزین ، شیرانی نمبر ، ۱۹۵۶ ، ۳ - ۴ (شمارہ مسلسل ۲۲۲ - ۲۲۳) ، ص ۔ ۱۱۳

پنجابی مخطوطات

ذخیرۂ مخطوطات میں پنجابی قلمی نسخوں کی تعداد تقریباً ایک سو اٹھتر ہے۔ ان میں فقہ کے نسخوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ صرف ایک کتاب "نجات المومنین" از مولوی عبدالکریم کے دس نسخے موجود ہیں۔ انواع الفقہ [illegible] تصنیف مولوی عبداللہ لاہوری کے چار، ان کی ایک اور کتاب "باران انواع" کے تین، "پکی [illegible]" کے چار اور "نافع الصلوٰۃ" کے چار ہیں۔ جنگ نامے کے نو نسخے موجود ہیں، ان میں سے سات نسخے حضرت امام حسین علیہ السلام اور واقعات کربلا کے حالات پر مشتمل ہیں۔ نور نامے کے سات نسخے ہیں، سی حرفی کے بارہ مخطوطات موجود ہیں۔ ہیر رانجھا کے پانچ، شیریں فرہاد کے دو اور سوہنی مہینوال کے دو نسخے ہیں۔ اس مختصر جائزے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے پنجابی میں لکھے گئے ادب کی تعداد زیادہ ہے۔ تصوف کے اسرار و رموز کے لیے سی حرفی کی صورت میں بہت سا ادب تخلیق ہوا۔ معاشرتی اور سماجی پس منظر میں لوک داستانوں کو منظم شکل میں پیش کیا گیا۔ اس کی تفصیل چھماہی کھوج، قلمی نسخہ نمبر (۱۹۸۲ء) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ؎۵۳۰

؎۵۳۰ سید جمیل احمد رضوی۔ "پنجاب یونیورسٹی لائبریری وچ پنجابی قلمی نسخے"، کھوج، قلمی نسخہ نمبر مسلسل شمارہ ۸-۹ (۱۹۸۲ء)، ۱-۲